اکابر دیوبند کی فقہی خدمات

مولانا محمد زبیر حق نواز
جامعہ دار العلوم الصفہ کراچی

دیگر علوم وفنون کی طرح ''فقہ،، میں بھی علماء دیوبند کی لازوال خدمات ہیں ان کی ان فقہی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، مثلاً عربی کتب فقہ کے تراجم، تاریخ فقہ، فقہ القرآن والحدیث، قواعد الفقہ، قدیم کتب فقہ پر تعلیقات اور فتاویٰ وغیرہ۔۔۔

اکابر کی فقہی خدمات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ لیکن ذیل کی تحریر میں علمائے دیوبند بالخصوص ابناء دار العلوم دیوبند کی خدمت فتاویٰ اور خاص فقہی موضوع سے متعلق ان کی چند کتب فتاویٰ پر تبصرہ وتعارف پیش کیا گیا ہے اور اس موضوع پر بھی تحریر کی گئی گزارشات کی حیثیت (ان اکابر کی فقہی خدمات کی طرف) محض ''اشارات'' کی ہے اور سردست بندہ کے پیش نظر یہی مقصود ہے، فقہائے دیوبند کی فقہی خدمات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہ مطلوب ہے اور نہ اس کی کوشش کی گئی ہے۔

اگرچہ ''فقہ اور افتاء'' کے میدان میں منظم اور مرتب انداز میں کام کا آغاز مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کے دور سے ہوا، مگر دار العلوم کی فقہی خدمات کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں قرار دی جاسکتی جب تک کہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کی بعض مخصوص فقہی تصانیف کا تذکرہ نہ کیا جائے، صرف فقہ کی بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی کوئی بھی علمی، اسلامی اور دعوتی تاریخ ان حضرات کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں قرار دی جاسکتی۔

ویسے تو دار العلوم کی تعلیمی خدمات کے بارے میں اہل نظر کا کہنا ہے کہ کتب علوم آلیہ وعالیہ کی جتنی تفاسیر وتصانیف وابستگان دار العلوم نے لکھی ہیں وہ غالباً ۸۰ھ سے لے کر ۲۱۰ھ تک کے فقہاء، متکلمین ومحدثین کی تصنیفی خدمات سے کسی حال میں کم نہیں۔ لیکن خاص فقہی تصانیف، کثرت کے ساتھ اپنے شعبہ میں مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ذیل میں اس میدان میں چند اکابر دیوبند کی خدمات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

دیگر موضوعات کی طرح خالص فقہ کے موضوع پر حضرت حجۃ الاسلام مولانا نانوتویؒ کے قلم علم رقم سے نکلی ہوئی کتابیں علمی وتحقیقی حلقوں میں بے مثال ہیں۔ حضرت نانوتویؒ علم وعمل کے پہاڑ تھے، علم، دعوت وجہاد کے میدان میں اہمیت وضرورت کے اعتبار سے آپ کا ہر کارنامہ اتنا ہی دور رس، موزوں اور مناسب تھا جیسے خود دارالعلوم کا قیام۔ اصلاح معاشرہ، لڑکیوں کے حق میراث، نکاح بیوگان وغیرہ کے سلسلے میں آپ کی موثر کوششیں، تحقیقی مکاتیب اور آپ کی بلند پایہ تصانیف اس کا واضح ثبوت ہیں۔ جن میں جمعہ فی القریٰ (گاؤں میں جمعہ) قرأت فی الصلوٰۃ (نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرنا) نذر لغیر اللہ (اللہ کے علاوہ کسی کے لئے نذر ماننا) رہن (گروی) سود، سنت وبدعت، مسئلہ فدک وغیرہ عنوانات پر آپ کے علمی خطوط اور تحریرات کو آپ کی فقہی خدمات کی نظیر کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے خطوط اور عقائد سے متعلق آپکی کتب، آب حیات تقریر دلپذیر وغیرہ حضرتؒ کے صلابت علمی، کمال تفقہ اور علمی رسوخ کی شاندار مثالیں ہیں۔

امام ربانی علامہ رشید احمد گنگوھی قدس سرہٗ

حضرت نانوتویؒ قدس سرہٗ کی وفات کے بعد دارالعلوم دیوبند کے سرپرست حضرت گنگوہیؒ تھے، آپ عارف النفس مالہاو ماعلیہا تھے، قرآن وحدیث، فلسفہ، منقولات ومعقولات کے علاوہ خصوصی طور پر فقہ میں آپ کو یہ صلاحیت حاصل تھی کہ مجموعہ احادیث پر غور وفکر کر کے مسائل کا استنباط واستخراج کر سکتے تھے، اعلیٰ درجہ کے فقہی ملکہ کی بناء پر اہل علم وفضل نے آپ کو فقہ کا امام قرار دیا، حضرت کشمیریؒ جو علامہ شامیؒ کو متبحر عالم مانتے تھے مگر فقیہ النفس کا لقب آپ نے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کو ہی دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے: کہ ''اب سے ایک صدی قبل تک اس شان کا فقیہ النفس، علماء کی جماعت میں نظر نہیں آتا''

اہل علم سوانح نگاروں کی گواہی یہ ہے کہ آپ کی سوچ مجتہدانہ، گفتگو عالمانہ اور کسی بھی فقہی مسئلہ میں آپ کی رائے محققانہ ہوتی تھی۔

آپ کا اکثر تحریری سرمایہ مختلف مسائل فقہیہ پر آپ کی تحقیقی آراء پر مشتمل ہے۔ آمین بالجہر، رفع یدین، قرأت خلف الامام، تقلید کی ضرورت واہمیت وغیرہ کی تفصیلات پر مشتمل آپ کی تصنیف سبیل الرشاد، اور جمعہ فی القریٰ پر مفصل فتویٰ ''اوثق العریٰ'' اپنے موضوع پر مکمل وضاحت اور کفایت کا مقام رکھتے ہیں۔ مستقل فتاویٰ اور کتب حدیث میں فقہی مباحث کے علاوہ ان کتابوں کے ذریعے آپؒ نے ملت اسلامیہ کی فقہی خدمت کی۔ آپ کی تصنیف ''الرای النجیح ''رکعات تراویح کے مسئلے پر محدثانہ انداز بیان اور علمی نکات ولطائف سے بھرپور ہے، جسمیں اصل موضوع کے علاوہ بظاہر متضاد احادیث میں جمع وتطبیق کے حوالے سے نئی راہوں کی طرف اشارہ

فرمایا، اور اس عنوان پر ارباب علم وفضل کے لئے بصیرت افروز ہے۔ نیز قرأت خلف الامام سے متعلق قائلین قرأت کی مستدل تمام احادیث بیان کر کے پوری علمی فراست کے ساتھ منصفانہ تجزیہ پیش فرمایا ہے اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ ان احادیث سے قرأت خلف الامام کا ثبوت مکمل اور صحیح نہیں ہوتا۔

امت کو فتاویٰ کے میدان میں ان کے فتاویٰ پر مشتمل جو ذخیرہ عطاء ہوا ہے ان فتاویٰ کا باقاعدہ مجموعہ ''فتاویٰ رشیدیہ'' کے نام سے معروف ہے، جس میں عبادات ومعاملات کے تقریباً ہر فقہی باب کے مسائل شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں سائلین کی طلب اور زمانہ کے حالات کے مطابق زیادہ تر فتاویٰ مروجہ بدعات اور رسومات اور شرکیہ عقائد سے متعلق ہیں جن پر حضرت قدس سرہٗ نے بھرپور علمی تردید وتنقید فرمائی۔ اور اس حوالے سے امت کی اس طرح فقہی خدمت فرمائی کہ زمانے کے غلط افکار پر حکیمانہ نظر ڈالتے ہوئے اختصار اور جامعیت کے ساتھ جوابات مرحمت فرمائے، اسناد واعتبار کی حیثیت سے اہل افتاء میں یہ بلند پایہ کتاب ہے۔

حج اور عمرہ کے مسائل پر آپ کا ایک اہم رسالہ ''زبدۃ المناسک'' اپنے موضوع پر ایک جامع مکمل اور شاندار کتاب ہے جو درجہ کے اعتبار سے مستند، جزئیات کے اعتبار سے محیط اور جامع رسالہ ہے۔ علاوہ ازیں لامع الدراری ،الحل المفہم ،الکوکب الدری ،الفیض المعانی وغیرہ کی صورت میں حضرت امام ربانی گنگوہیؒ کے افادات جو حضرت کاندھلویؒ نے ترتیب دیئے ہیں اپنی خاص شان کے پیش نظر علمی حلقوں میں یادگار کتابیں ہیں۔ اور حضرت قدس سرہٗ کی بلند پایہ محدثانہ حیثیت اور فقاہت کا خوبصورت شاہکار ہیں۔ ان شروح حدیث میں بے شمار فقہی مباحث شرح وبسط کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اور بعض اہم فقہی مباحث کی مشکل گتھیوں کو سلجھایا گیا ہے۔

ایک مرتبہ احقر کو جنازہ وتدفین میں جلدی کرنے پر فتویٰ لکھنا تھا، حدیث اور عام کتب فقہ میں جلدی کرنے کو مستحب اور افضل اور بلاضرورت تاخیر کو مکروہ لکھا گیا، جیسا کہ حلبی کبیر غنیۃ المستملی البحر الرائق اور شامیہ میں یہ عبارت موجود ہے۔ '' ولو جهز الميت صبيحة يوم الجمعة كره تاخير صلاته ودفنه الىٰ الجمعة ليصلى عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة'' یعنی صبح کی نماز سے جمعہ کی نماز تک بلاعذر شرعی نماز جنازہ میں تاخیر کو مکروہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس عبارت اور مختلف احادیث اور دیگر فقہی عبارات کی بناء پر بندہ نے نماز جنازہ وتدفین میں تفصیلی طور پر تعجیل کا حکم لکھا ہے اور ان اعذار کی بھی وضاحت کی کہ کن وجوہات کی بناء پر نماز جنازہ میں تاخیر کی جاسکتی ہے مثلاً ولی میت کیلئے انتظار کی گنجائش وغیرہ ،لیکن عام حالات میں تعجیل ہی مطلوب ہے۔ اس فتوی کے لکھنے کے دوران استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اس پہلو کی طرف متوجہ فرمایا کہ تعجیل کا یہ حکم تو یقیناً موجود ہے مگر دوسری طرف کتب احادیث میں حضرت ام سلیمؓ کا وہ واقعہ مشہور ہے کہ جس میں حضرت ابوطلحہؓ کے بچے کا انتقال ہوا تو حضرت ام سلیمؓ نے اپنے صاحبزادے کی نعش مبارک گھر میں ایک طرف

ڈھانپ کر رکھ دی۔ جب شوہر سفر سے واپس ہوئے تو حضرت ام سلیم نے اپنے شوہر کی ضرورت کے مطابق کھانا وغیرہ پیش کیا پھر صحبت بھی ہوئی۔ صبح تک بیوی نے اپنے شوہر سے اس خبر کو پوشیدہ رکھا۔ صبح کو انہوں نے اپنے شوہر کو اطلاع دی اور صبح کو دفنایا گیا اور اس پر آنحضرت ﷺ کی تقریر بھی ثابت ہے آنحضرت ﷺ نے صبح اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا "بارك الله لكما في ليلتكما" اللہ تعالیٰ تمہارے لئے رات میں برکت عطا فرمائے۔

بظاہر اس واقعہ میں اور تعجیل کے فقہی حکم میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ لہذا احقر نے اپنی جستجو اور تلاش و تحقیق کی حد تک جہاں جہاں یہ حدیث ذکر ہوئی ہے ان تمام کتب احادیث اور ان کی شروح میں دیکھا کہ اس واقعہ میں تعجیل کو اختیار نہ کئے جانے کی کیا توجیہ ہے؟ لیکن شروح حدیث کی تمام معروف اور معتدل کتابوں میں کہیں بھی حضرت ام سلیمؓ کے مذکورہ واقعہ کے تحت جنازہ میں تاخیر کا معاملہ ذکر نہیں کیا گیا۔ بالآخر صرف لامع الدراری میں ام سلیمؓ کے اس واقعہ کے تحت حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی یہ عبارت ملی ﴿نعم لا ينبغي الاشتغال بمثل هذه الامور عن تجهيز وتكفينه للنصوص الواردة في المبادرة بانصرام اموره﴾ (لامع الدراری ص ۳۰٦) یعنی ان جیسے امور میں مشغول ہونا مناسب نہیں کیونکہ جنازہ میں جلدی کرنے سے متعلق کافی نصوص وارد ہوئی ہیں۔ اس پر احقر کے استاذ محترم حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم نے فرمایا: کہ ہمارے اکابر خصوصاً حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی شان یہ ہے کہ "وہاں بولتے ہیں جہاں سب خاموش ہوتے ہیں"۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی کتب کے جامع اور محیط ہونے کی یہ صرف ایک مثال ہے۔ ورنہ ان کتب کو مطالعہ میں رکھنے والے جانتے ہیں کہ انکے مطالعہ سے مشکل مسائل کے عقدے کیسے کھلتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو جذبۂ عمل سے معمور مصلح امت بنایا تھا وہاں آپ کی محدثانہ حیثیت، آپ کا علمی مقام اور آپ کا فقہی ادراک بھی ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ آپ نے اپنی محدثانہ اور فقیہانہ حیثیت سے امت کی عظیم خدمات سرانجام دی، آپ کے انتہائی محتاط طرز تحریر کا اندازہ اس ایک چھوٹے سے جزئیہ سے کیجئے کہ حج کے موقع پر قارن اور متمتع پر دس ذی الحجہ کو رمی کے بعد دم شکر یا دم قران یا دم تمتع لازم ہوتا ہے۔ عام کتب میں اچھے اچھے ثقہ لوگوں نے اسے مطلق قربانی کا نام دیا کہ رمی کے بعد حاجی قربانی کرے گا، جس سے عوام میں مغالطہ پڑ جاتا ہے، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ اضحیہ ہے جو سنت ابراہیمی کے طور پر مستطیع غیر مسافر پر لازم ہے جبکہ ایسا قطعاً نہیں ہے، کیونکہ یہ رمی کے بعد متمتع اور قارن پر دم تمتع اور دم قران یا دم شکر ہے۔ چنانچہ اس غلط فہمی کو حضرت گنگوہیؒ نے اس طرح خوب واضح کیا کہ اپنی پوری کتاب "زبدۃ المناسک" میں کہیں بھی اس موقع کیلئے قربانی یا اضحیہ کا لفظ استعمال نہیں کیا تا کہ کوئی ابہام میں نہ پڑے بلکہ دم تمتع، دم قران، یا دم شکر ہی کے الفاظ استعمال فرمائے۔

تفقہ کی انہی باریکیوں اور گہرائیوں کے ساتھ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے دیگر میدانوں کے علاوہ فقہی میدان میں عالم اسلام کی بیش بہا خدمت سرانجام دی، فلہ الاجر الجزیل.

شیخ الھند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ

قافلۂ حق وصداقت کے امیر شیخ العالم شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن نور اللہ مرقدہٗ جہاں اپنے وقت کے تبحر شیخ الحدیث، مفسر قرآن اور جہاد آزادی کے جانباز امیر تھے، وہاں اپنی خداداد فقہی صلاحیتوں کی بناء پر جلیل القدر ''فقیہ'' بھی تھے۔ آپ کے متفرق خود نوشتہ اور مصدقہ فتاویٰ سے آپ کے فقہی ملکہ کا اندازہ ہوتا ہے، نیز آپ نے ہندوستان کے مخصوص سیاسی حالات پر اپنی فقہی نظر سے فقہ کے دلائل کی زمانے کے حالات پر تطبیق کا اہم فریضہ سر انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ملت کی دینی اساس اور حق وصداقت کے جس قافلے کی امارت کا کام لیا اس قافلہ میں فقہاء کی بھی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

حضرت مولانا خلیل احمد سھارنپوری قدس سرہٗ

علم حدیث، عقائد اور تصوف میں آپ کے مقام بلند کی وضاحت کے لئے آپ کے شاگرد شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا قدس سرہٗ کی ذات ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سہارنپوریؒ سے حدیث، تصوف، عقائد وغیرہ کے علاوہ فقہ کے باب میں بھی خصوصی کام لیا۔ آپ کے بیشتر فقہی مکتوبات، شبہات ہدایہ اور حضرت گنگوہی وحکیم الامتؒ سے فقہی خط وکتابت سے آپ کی فقہی بصیرت اور اعلیٰ درجہ کی فقاہت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کی ذات مبارک سے خاص فقہ وفتویٰ کے میدان میں بھی عالم اسلام کی بیش بہا خدمت سرانجام پائی۔ ابوداؤد کی مبارک اور بلند پایہ شرح ''بذل المجھود،، کی فقہی مباحث اہل افتاء کے لئے فتویٰ کے باب میں بھی اہم اور مستند حوالے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ خاص فتوی کے میدان میں آپ کے بعض اہم فتاویٰ پر مشتمل ''فتاویٰ خلیلیہ،، سے آپکے فتوی کے مزاج اور خصوصی طرز کو سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کے تفقہ فی الدین اور فقہی باریکیوں پر عبور کا ثبوت ہے۔ اور کئی مختلف فیہ مسائل میں ''فیصلہ،، کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی مجموعہ میں اپنے معاصر اکابر سے آپ کی دلچسپ فقہی خط وکتابت بھی شامل ہے۔ کئی اکابر کی رائے یہ ہے کہ حضرت گنگوہیؒ فقہاء کے سرخیل اور ان کے بعد حضرت سہارنپوریؒ اور تیسرے نمبر پر حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا فقہی مقام ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن قدس سرہ

دار العلوم دیوبند کے مذکورہ متقدمین فقہاء ومحدثین کے بعد اور دار العلوم میں افتاء کا باقاعدہ شعبہ قائم ہو جانے کے بعد اس سرزمین کو جن انفاس قدسیہ نے اپنے نور تفقہ سے روشن رکھا ہے، ان میں ایک نمایاں نام مفتی اعظم ہند

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ کا ہے، دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں آپ کی باضابطہ طویل خدمت افتاء نے دار الافتاء دار العلوم دیوبند کو پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے فقہی ملجاء ومرکز کا درجہ دلایا، دیگر علوم دینیہ کے علاوہ فقہ میں حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کو خاص درک حاصل تھا بنیادی طور پر آپ کے علمی ذوق کے حوالے سے وہ واقعہ معروف ہے جس میں آپ ایک علمی اشکال کو دور کرنے کے لئے راتوں رات دیوبند سے گنگوہ حضرت امام ربانیؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے تھے۔

دار الافتاء دار العلوم کی مشکل، نازک اور اہم ذمہ داری کے لئے آپ کا انتخاب حضرت گنگوہی قدس سرہ کی تجویز پر ہوا تھا، آپ کی فقہی مناسبت اور خصوصی مادۂ تفقہ کے بارے میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ''عام حالات میں بغیر مراجعت کتب، محض حذاقت ومہارت اور کمال استعداد سے، بے تکلف فتویٰ ثبت فرماتے تھے، اور نصوص فقہیہ اکثر وبیشتر حفظ ویادداشت سے تحریر فرماتے تھے، جس میں فرق نہیں نکلتا تھا۔ حتیٰ کہ آخر میں خود ہی بنفس نفیس کتاب ناطق بن گئے تھے۔ افتائی حکم نہایت جچا تلا، حشو وزوائد سے پاک، وجیز ومختصر اور جامع ہوتا تھا۔'' (مقدمہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

آپ نے اپنی ان خصوصیات کے ساتھ ایک طویل عرصہ تک امت کی فقہی خدمت سرانجام دی، گویا فقہی اور علمی اعتبار سے اللہ عزوجل نے آپ کو عالم اسلام کے لئے رہنما بنادیا۔ آپ کے فتاویٰ کا شائع شدہ ذخیرہ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند) جسے حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب نے ترتیب دیا ہے، اختصار اور جامعیت کا خوبصورت شاہکار ہے۔ بارہ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ کا یہ ذخیرہ درجہ کے اعتبار سے مستند، وسعت کے اعتبار سے محیط اور ترتیب کے اعتبار سے بھی الحمد اللہ تعالیٰ موزوں اور شاندار ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ قدس سرہٗ لکھتے ہیں: ''آپ فتاویٰ کے جوابات مختصر لیکن قلّ ودلّ دیتے تھے، اور بیالیس برس تک آپؒ نے اس خدمت کو انجام دیا ایسے متقی محتاط فقیہ اور محدث اب کہاں پیدا ہوں گے؟ (یاد رفتگاں ص ۸۸) حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی ان طویل فقہی خدمات کا یہ نتیجہ ہے کہ الحمد اللہ دور حاضر میں تمام دیگر اردو کتب فتاویٰ کے مقابلہ میں فتاوی دار العلوم دیوبند متعلقہ ابواب کے تحت (جتنی بھی شائع ہوئی ہے) کثرت مسائل کے اعتبار سے سب سے آگے ہے، مثلاً طلاق، نکاح وغیرہ ابواب سے متعلق مسائل کا وافر ذخیرہ اسمیں موجود ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے دیگر تمام فتاویٰ کی اشاعت کے بعد ان شاء اللہ یہ فتاویٰ کا ایک شاندار فقہی دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہوگا چنانچہ، حضرت قاری محمد طیبؒ صاحب نے تحریر فرمایا: ''جس طرح فتاویٰ عالمگیری نے قدیم ہندوستان کے قانون میں جگہ پائی تھی اسی طرح امید ہے کہ فتاویٰ دار العلوم جدید ہندوستان کے قانون زندگی میں روح بن کر دوڑ جائے گا کیونکہ اس میں ہر شعبہ زندگی کے متعلق احکام کا جمع شدہ ذخیرہ موجود ہے''۔

امام المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

ہمارے اکابر کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ جو علم حدیث میں مہارت رکھتا تھا اسکا سینہ نور تفقہ سے بھی خوب روشن ہوتا اور اسی طرح اس کا عکس، حضرت کشمیری قدس سرہٗ کو جہاں بجا طور پر اپنے زمانے کا امام المحد ثین کہا جا سکتا ہے وہاں فقہ میں آپ کی دقت و بالغ نظری بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

مشہور حلبی عالم حضرت علامہ شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''تراجم ستة من فقهاء العالم الاسلامی'' ہے اس کتاب میں حضرت شیخؒ نے چودھویں صدی ہجری کے عالم اسلام کے چھ عظیم فقہاء کا تذکرہ فرمایا ہے، اوران فقہاء میں پہلے نمبر پر حضرت کشمیریؒ کو رکھا ہے۔ حضرت شیخؒ کی یہ کتاب عرب کے علمی حلقوں میں اپنی خصوصیت کی بناء پر دلچسپ اور ایک منفرد کتاب ہے۔ براہ راست فتویٰ میں اگر چہ آپ کی کوئی تصنیف منظر عام پر نہیں مگر حضرت قدس سرہ کے تلامذہ کی املائی تقاریر، انوار المحمود، عرف الشذی، فیض الباری اور انوار الباری میں فقہ حنفی کے علمی سرمایہ کو جس انداز سے دلائل سے مزین کیا گیا ہے وہ حضرتؒ کے حدیث وفقہ میں قابل رشک مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضرتؒ نے اپنی ان بلند پایہ تصانیف کے ذریعہ فقہ حنفی کی لازوال خدمات سرانجام دی تفصیل کے لئے ان کے صاحبزادے مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہم کا مقالہ ملاحظہ ہو۔ الفاروق، مولانا شوق نیمویؒ کی آثار السنن مکمل اور بے مثال حاشیہ کے علاوہ صلوٰۃ وتر، قرأت خلف الامام اور رفع یدین سے متعلق خاص فقہی مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ کتب کا ذخیرہ بھی علماء احناف پر احسان ہے، خلاصہ یہ کہ آپ جہاں ایک جلیل القدر محدث تھے وہاں اعلیٰ پایہ کے فقیہ بھی تھے، آپؒ نے حدیث کے علاوہ اپنی فقہی حیثیت سے بھی اہل علم کی اہم خدمت فرمائی ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ:

اکابر دیوبند کے جن سربرآوردہ افراد نے دیگر علوم کے علاوہ فقہ وفتویٰ میں اہم خدمات سرانجام دی ہیں ان میں مجدد ملت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک ممتاز شخصیت ہیں، جنہیں بجا طور پر ''جامع شریعت وطریقت'' کہا جا سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وہ معروف حدیث جس میں ہر صدی میں ایک مجدد پیدا ہونے کی بابت ارشاد فرمایا گیا ہے اکثر علماء عصر کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ اس آخری دور میں اس کا مصداق حضرت والاؒ کی ذات گرامی ہے، تصوف میں درجہ امامت، پائے کی فقاہت، دیگر علوم دینیہ سے بھی خصوصی مناسبت، تصانیف کی کثرت اور شریعت وطریقت کی جامعیت نے آپکو دین کے ہر شعبہ میں عوام وخواص کا مرجع وامام بنا دیا۔ عنوان کے اعتبار سے اس وقت آپ کی صرف ایک فقہی خدمت امداد الفتاویٰ پیش نظر ہے، جس کے اکثر فتاویٰ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ استاذ الکل حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ اور بعد میں حضرت گنگوہیؒ کی رہنمائی، مراجعت، مشورہ اور ان کی تصویب سے مزین ہیں، گویا مجیب حکیم الامت تھے اور مصحح ومشیر حضرت استاد الکل اور ابوحنیفہ عصر (حضرت

گنگوہیؒ) تھے۔ جس سے ان فتاوی کے استناد میں مزید تقویت پیدا ہوگئی۔ اور یہ بجائے خود ان فتاویٰ کے اعتبار کی ایک بڑی دلیل ہے۔ زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق فقہی جزئیات کے وافر ذخیرہ پر مشتمل یہ فتاویٰ قوت استدلال، جامعیت اور فقہی باریکی کا خوبصورت شاہکار ہیں اللہ تعالی نے حضرت حکیم الامت کو مآخذ شرعیہ سے مسائل ونتائج کے استنباط واستخراج میں بھی غیر معمولی فقہی قوت عطاء فرمائی تھی۔ امداد الفتاویٰ میں بعض ایسے جوابات ہیں جنمیں آپؒ نے پہلے اصولی عبارات اور مقدمات قائم کئے اور اس کے بعد کوئی نتیجہ اخذ فرمایا۔ ایسے نتائج آپ کے استدلال وقیاس کی بے پناہ قوت کا خاص مظہر ہیں۔ تمدن کے تغیر اور اسکی تبدیلی کی بناء پر پیدا ہونے والے جدید مسائل کو آپؒ نے اپنی اعلیٰ فقاہت، زمانہ کی نبض شناسی اور عرف وحالات سے مکمل آگاہی کے ساتھ حل فرمایا اور اس ضمن میں اپنے بعد آنے والے فقہاء کے لئے سفر تحقیق کی سمت متعین فرمائی ہے۔

امداد الفتاویٰ علمائے دیوبند کی فقہی خدمات کا انتہائی روشن باب ہے۔ بعض فتاویٰ میں آپ نے کئی جلیل القدر مفتیان کرام کے متعارض جوابات میں فیصل اور حکم کا بلند فریضہ انجام دیا، حقیقت یہ ہے کہ ''امداد الفتاویٰ'' دیگر اردو کتب فتاویٰ میں غیر معمولی احتیاط، باریک بینی اور مختصر ترین الفاظ اور جامع ترین تعبیر جیسی خصوصیات کی بناء پر امتیازی شان کی حامل ہے۔ امداد الفتاویٰ میں ترجیح الراجح کا سلسلہ آپ کے بلند علمی مقام کے ساتھ ساتھ تواضع اور بے نفسی کی واضح دلیل ہے، اس تواضع اور بے نفسی پر جتنی بھی حیرت کی جائے کم ہے کہ امداد الفتاویٰ کی صورت میں فتاویٰ کا ایسا بے مثال اور مستند ترین ذخیرہ (کہ جس کا بالاستیعاب مطالعہ طالب علم میں خاص فقہی روح اور مزاج پیدا کرنے کا ذریعہ ہے) تحریر کرنے کے باوجود خود اپنے بارے میں حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں: ''بندہ کو فقہ سے مناسبت نہیں البتہ تصوف میں کچھ شد بد ہے''۔ حضرت رحمہ اللہ کا یہ جملہ ہم جیسے طالبعلموں کیلئے بھی تازیانہ عبرت ہے جو تخصص کا کورس کرنے کے بعد بلکہ اس کے دوران ہی اپنے آپکو ''مفتی،، کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔ بہر حال! تواضع، انکساری اور بے نفسی کا یہ کمال بھی دراصل ''تفقہ،، ہی کی برکت ہے۔ نیز جس علم میں کچھ شد بد ہونے کا اقرار ہے اس میں تبحر اور وسعت کا کیا عالم ہوگا؟

امداد الفتاویٰ کے مسائل اس وقت کے مستفتی حضرات کے لئے تو راہ ہدایت تھے ہی لیکن آج بھی اس معتبر ذخیرہ سے استفادہ اور اس کی بناء پر فتویٰ کی انجام دی جانے والی ٹھوس خدمت دراصل حضرت حکیم الامتؒ ہی کی عظیم فقہی خدمات کا تسلسل ہے، جو ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل علم وفتاویٰ میں تداول، اور قبول عام کا خصوصی درجہ عطا فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جہاں آپؒ نے دین کے دیگر شعبوں میں ملت اسلامیہ کی جلیل القدر خدمات سرانجام دیں وہاں فقہ اور فتوی کے میدان میں بھی آپکے قلم سے دینی ہدایت اور رہنمائی کی روشنی پھیلی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عن سائر المسلمین۔

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ :

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ قافلہ علم وفضل کے وہ ممتاز فرد ہیں جنہوں نے ہمہ قسم کی دینی خدمات سرانجام دیں، جسمیں ایک قسم فقہ وافتاء بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو فقہ وافتاء کا خصوصی ذوق اور تفقہ فی الدین کی دولت عطاء فرمائی تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ دیو بند سے تفقہ فی الدین کی جہاں آراء روشنی حاصل کر کے مدرسہ امینیہ میں بیٹھ کر آپ نے پوری دنیا میں علم کی روشنی پھیلائی، مسلمانوں کی طلب پر آپ کے مستند اور موجب شرح صدر فتاویٰ وسطی ایشیا کی ریاستوں، چین، عرب، ایران، عراق حتیٰ کہ امریکہ، افریقہ اور برطانیہ تک پھیل گئے، بالآخر آپ مفتی اعظم ہند کے لقب سے متصف ہوئے،''الجمعیۃ'' اور نقل فتاویٰ کے رجسٹروں وغیرہ سے جمع شدہ آپکے فتاویٰ کا ذخیرہ''کفایت المفتی'' کی صورت میں شہرہ آفاق حیثیت کا حامل ہے، کفایت المفتی اپنی خاص فقہی شان کے پیش نظر اہل افتاء میں اہم مآخذ سمجھی جاتی ہے۔ جس فتویٰ میں اختصار ہے وہاں جامعیت کی خصوصی شان جھلکتی ہے اور جو جوابات طویل ہیں اس کا ہر نیا جملہ نئے علمی فائدے پر مشتمل ہے۔ تصویر کے موضوع پر علمائے مصر سے آپ کا علمی مکالمہ بھی تاریخی شان رکھتا ہے۔ فتویٰ کے میدان میں آپ نے امت کی کس طرح خدمت کی؟ اس کا نقشہ آپ کے صاحبزادے اور کفایت المفتی کے مرتب مولانا حبیب الرحمٰن واصف یوں کھینچتے ہیں:۔''فتویٰ لکھنے کے لئے آپ نے کبھی کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا ، مدرسہ میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن رات کو، سفر میں حضر میں، غرض یہ کہ ہر وقت میں ہر حال میں ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہ فرمایا، اگر کم سے کم ایک فتویٰ روزانہ کا اوسط لگایا جائے تب بھی بیس ہزار فتویٰ ہوئے ہیں، مہمات ومشکلات میں آپؒ مرجع العلماء تھے اور ان فتاویٰ کی مشکل گتھیوں کو بڑے سلیقے سے سلجھادیا کرتے تھے جنہیں علماء وارباب فتویٰ لاینحل سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؒ سے افتاء کے میدان میں خوب کام لیا اور آپ نے بھی اس کا حق ادا کردیا''۔

۴۴۸۹ فتاویٰ پر مشتمل کفایت المفتی کی نو جلدیں فقہی رموز اور علمی دقت اور باریک نکات سے بھرپور ہیں جسمیں فقہی مزاج کے علاوہ زبان کی سلاست اور شگفتگی نمایاں ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی فقہی حیثیت کے حوالے سے حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوریؒ (''الجحۃ علی اہل المدینۃ'' پر جنکی تعلیق مشہور ہے) کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو، فرمایا:''بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وہ فقیہ بھی تھے، مسائل فروعیہ، فقہیہ پر کامل دسترس، ان کے استحضار پر قدرت تامہ بلکہ وسعت علم کی بناء پر اقوال مختلفہ میں مرجحانہ اور ناقدانہ نظر بھی رکھتے تھے، یہی نہیں بلکہ مذاہب اربعہ کی جزئیات فقہیہ اور روایات مختلفہ

حافظہ میں مستحضر تھیں، جب کبھی اختلافی مسائل کا تذکرہ ہوا شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے اقوال مختلفہ پیش فرما دیتے تھے"۔
(فتاویٰ شیخ الاسلام مرتب مولانا محمد سلیمان منصور پوری ص ٦٦)

حضرت قدس سرہٗ کے پوتے جناب مولانا سلیمان منصور پوری مد ظلہم نے حضرتؒ کے مکتوبات اور تحریرات سے فقہی مباحث کو علیحدہ کر کے یکجا کر کے اسے "فتاویٰ شیخ الاسلام" کے نام سے شائع کیا ہے، جس میں کئی اہم فقہی عنوانات پر باقاعدہ رسائل شامل ہیں، اس مجموعہ میں عقائد، معاملات اور حلال وحرام وغیرہ سے متعلق رسائل وفتاویٰ شامل ہیں جس سے آپ کی فقہی بصیرت وفراست کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان مکتوبات وتحریرات کی فقہی مباحث کو بجا طور پر آپ کی فقہی خدمت میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

محدث کبیر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب قدس سرہ:

دارالعلوم دیوبند کی علمی وفقہی شخصیات میں علم وعمل کی ایک قد آور شخصیت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ کی ذات بھی ہے۔ جن کے فتاویٰ کا مجموعہ "امداد الاحکام" کے نام سے معروف ہے۔ جس میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خصوصی رہنمائی میں تحریر کئے ہوئے زیادہ تر مسائل حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے اور بعض حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ کے تحریر کردہ ہیں۔ کئی فتاویٰ پر حکیم الامت کے تصدیقی دستخط ہیں اور بعض آپ کے صرف مشورے سے روانہ کئے گئے۔ اس مجموعے کے بارے میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا: "برخوردار سلمہ مولانا ظفر احمد صاحب کے فتاویٰ پر مجھے ایسا ہی اطمینان ہے جیسا خود اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ پر اس لئے اس کا نام "امداد الاحکام ضمیمہ امداد الفتاویٰ" تجویز کرتا ہوں"، ۲۱۷۱ فتاویٰ کے وافر ذخیرہ پر مشتمل اس مجموعہ میں کئی اہم تحقیق طلب عنوانات پر باقاعدہ مستقل رسائل تحریر کئے گئے۔ جس میں متعلقہ موضوع سے متعلق دلائل وعبارات کا بڑا ذخیرہ جمع فرما دیا گیا ہے اور بعض مسائل میں اپنے خصوصی فقہی ملکہ سے متعارض عبارات میں عمدہ توجیہ وتطبیق ذکر فرمائی۔ اس مستند فقہی ذخیرہ سے امت کے بے شمار مسائل حل ہوئے۔ اہل افتاء میں اسے نہایت مستند سمجھا جاتا ہے کیونکہ درحقیقت یہ امداد الفتاویٰ کا ضمیمہ وجزو ہونے کی بناء پر استناد واعتبار میں تقریباً "امداد الفتاویٰ" ہی کے ہم پلہ ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ علیہ:

آپؒ علم وعمل میں اکابر دیوبند خصوصاً حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی تصویر اور ان کے علوم کی تفسیر تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر کے میدان میں امت کی بیش بہا خدمت اپنی شہرۂ آفاق کتاب "معارف القرآن" کی صورت میں انجام دی، جس کی اللہ کے دربار میں قبولیت کے بے شمار قرائن موجود ہیں، امت مسلمہ کو جو فائدہ اس تفسیر سے پہنچا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ حدیث کے علاوہ تفسیر قرآن کی ایسی لازوال خدمت کے باوجود عوام

وخواص میں آپ پہلے مفتی اعظم ہند اور بعد میں مفتی اعظم پاکستان کے لقب سے معروف ہوئے۔جس سے واضح ہے کہ اپنے زمانے میں آپ نے فقہ وفتویٰ کے میدان میں کتنی عظیم خدمات انجام دیں؟ آپ کے کچھ فتاویٰ کا مجموعہ ''امداد المفتین'' کی صورت میں آج عوام کے علاوہ خواص اہل علم اور ہر دارالافتاء کے لئے بھی ناگزیر سمجھا جاتا ہے یہ کتاب عوام کیلئے قابل استفادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مفتیان کرام کیلئے بھی لائق حوالہ ہے۔فتاویٰ کے اس مجموعے کے علاوہ کئی جدید مسائل پر آپ کے مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ سینکڑوں باقاعدہ فقہی رسائل ہیں۔جن کا مجموعہ جواہرا لفقہ کی صورت میں شائع ہوکر مقبول عام ہے،اس کے علاوہ آپکی کتاب ''اسلام کا نظام اراضی'' میں ملکیت زمین، زمین کی عشری وخراجی تفصیل کے علاوہ اراضی کی تاریخی حیثیت پر بھی مفصل تحقیقی کلام موجود ہے،''اوزان شرعیہ'' اور آلات جدیدہ آپ کی فقہی بصیرت، مہارت اور جدید فقہی مسائل میں آپکی اعلیٰ درجہ حذاقت کی ایک منفرد تصویر ہے۔ان جیسے فقہی رسائل کے حوالے سے آپ کے فائق صاحب زادے اور خلف رشید حضرت اقدس مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:''ان رسائل کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عوام سے زیادہ اہل علم کی رہنمائی کرتے ہیں اور ان کا فائدہ صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ جس موضوع پر وہ لکھے ہیں اس میں شریعت کا حکم اپنے دلائل کے ساتھ واضح ہوجائے بلکہ نت نئے مسائل کا جواب تلاش کرنے کے لئے بہترین راہ عمل سامنے آجاتی ہے۔''

(میرے والد میرے شیخ اور ان کا مزاج ومذاق ص ۴۵)

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو فتویٰ وغیرہ کے کام کے دوران ان رسائل سے استفادہ کا موقع ملا وہ جانتے ہیں کہ متعلقہ عنوانات پر تحقیق فرما کر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ٹھوس اور مرتب دلائل کے ساتھ حکم کو نکھار کر پیش فرمایا ہے۔اور مسئلہ کے تمام پہلوؤں کی رعایت کرتے ہوئے تمام ضروری قیود وشرائط بیان فرما کر وزنی نتیجہ اخذ فرمایا۔آپ کے خصوصی فقہی مزاج اور اعلیٰ فقہی تصانیف سے متاثر ہوکر مصر کے علامہ کشمیری، علامہ زاہد الکوثریؒ نے آپ کو''فقیہ النفس'' کا لقب دیا۔فتویٰ کے باب میں آپ کی دیگر علمی خصوصیات کے علاوہ ایک اہم خصوصیت یہ بھی تھی کہ زمانہ، عرف، حالات اور لوگوں کی نفسیات شناسی کا آپ کو غیر معمولی ادراک تھا، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ فقہی مسئلہ ہے کہ مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف زمین میں کسی کو دفن کرنا جائز نہیں۔اگر دفن کیا گیا تو اب حکم یہ ہے کہ یا تو اس مردے کو وہاں سے نکال کر احترام کے ساتھ کسی دوسری جگہ دفن کر دیا جائے یا قبر کو زمین کے برابر کر کے تعمیرات وغیرہ کرلی جائیں، عام فقہی کتابوں، فتاویٰ شامیہ، ہندیہ وغیرہ کے علاوہ عصر حاضر کے کئی اردو فتاویٰ میں بھی یہ حکم مذکور ہے۔لیکن یہاں ایک اور بات کا بھی خدشہ پیدا ہوسکتا تھا کہ ہمارے زمانے میں اگر کسی کو ایسی وقف زمین میں دفن کر دیا گیا اور پھر مذکورہ حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کو وہاں سے نکال دیا گیا یا قبر کو زمین کے برابر کیا گیا تو یقیناً کئی جگہوں پر اس بات کا خطرہ پیدا ہوسکتا تھا کہ کہیں شرعی احکام سے نابلد لوگ اس پر کوئی فتنہ وفساد نہ کھڑا کر دیں

اور مسلمانوں میں لڑائی جھگڑے کی نوبت پہنچ جائے چنانچہ اس خطرہ کے پیش نظر فقہ کا مذکورہ اصل حکم بیان کرنے کے بعد حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ایک اہم قید اور عبارت کا مزید اضافہ فرمایا:

''اگر فساد بین المسلمین کا قوی خطرہ ہو تو تخلیہ وتسویہ دونوں کو ترک کر دینا بھی جائز ہوگا اگر تسویہ میں خطرہ نہ ہو تو اس کو اختیار کر لیا جائے اور جو اس میں خطرہ ہو تو یہی مناسب ہے کہ اتنے ایام تک چھوڑ دیا جائے کہ خطرہ باقی نہ رہے پھر آہستہ آہستہ برابر کر دیا جائے کیونکہ فتنہ وفساد بین المسلمین بہت سے مفاسد ومعاصی پر مشتمل ہو جاتا ہے اس کے لئے دوسرے ادنیٰ گناہوں کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔اذا ابتلی المرء ببلیتین فلیختر اھونھما، شرعی وعقلی قانون ہے۔'' (امداد المفتین ص ۷۸۹) اصل فقہی حکم کے ساتھ ساتھ فتنہ کے بچاؤ کے لئے اس قید کا اضافہ زمانہ کی نبض شناسی، حالات کی پہچان اور احتیاط کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کی زندگی امت کی علمی خدمت میں ہی صرف ہوئی، امت کے اہل علم اور عوام وخواص نے اسی خدمت کی بناء پر آپ کو ''مفتی اعظم پاکستان'' کا لقب دیا۔فتاویٰ کے ایک بڑے ذخیرے کے علاوہ اہم تحقیق طلب مسائل پر آپ کے علمی رسائل کا طویل سلسلہ یقیناً اکابر علماء دیوبند کی فقہی خدمات کا نمایاں اور روشن ترین حصہ ہے۔فجزاھم اللہ عنا خیر الجزاء

اہم وضاحت:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اکابر کی فقہی خدمات کے وسیع دائرہ کا احاطہ یہاں مقصود نہیں بلکہ صرف چند چیدہ چیدہ شخصیات کی فقہی خدمات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔لہٰذا اکابر کی مذکورہ خدمات کی طرف اشارہ کے بعد ان اکابر کا تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو اگرچہ باضابطہ طور پر اور براہ راست دار العلوم دیوبند کے فضلاء اور تعلیم یافتہ تو نہ تھے لیکن دار العلوم دیوبند کے فیض یافتہ ضرور ہیں۔اور وہ خود بھی اپنی اسی نسبت پر فخر کرتے ہیں، نیز مستقبل کا مؤرخ بھی ان کی تمام علمی ودینی اور سیاسی اور ملی خدمات کی نسبت دار العلوم ہی کی طرف کرے گا کیونکہ ان کی تمام مذکورہ خدمات دیوبند کے مذکورہ متقدمین اکابر کی خدمات ہی کا تسلسل ہیں۔

حضرت علامہ عبدالحئی فرنگی محلی لکھنوی قدس سرہ:

ان میں پہلی نامور علمی شخصیت جن کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، حضرت علامہ عبدالحئیؒ فرنگی محلی لکھنویؒ کی ذات اقدس ہے۔آپ کو علم حدیث، فن رجال اور فقہ میں خاص درک حاصل تھا، قدرت کی طرف سے مختصر عمر پانے کے باوجود ان تینوں علوم میں آپ نے گرانقدر اور قابل رشک علمی وتحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں۔

فن رجال اور حدیث پر آپ کی بعض کتابوں پر حضرت شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی مفید تعلیقات علما عرب کی جانب سے آپ کے علوم کے اعتراف کا اظہار ہے۔اسی طرح فقہ میں بھی آپ نے وقیع علمی آثار چھوڑے

ہیں، شرح وقایہ کی مشہور شرح اور اس کا حاشیہ شرح السعایہ، عمدۃ الرعایہ کے علاوہ ہدایہ پر آپ کے معروف حاشیے سے فقہ پڑھنے والوں کی بھرپور خدمت ہوئی، افتاء کے شعبے میں تین جلدوں پر مشتمل آپ کے فتاویٰ کا ذخیرہ ''فتاویٰ عبدالحئی'' کے نام سے معروف ہے جو ارباب فتاویٰ میں ایک مقبول فقہی مجموعہ ہے، اور اہم فقہی نکات پر مشتمل ہے تاہم بعض جگہوں میں احکام شرعیہ میں وسعت، سہولت اور رعایت کا رجحان زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔

مفکر اسلام حضرت مفتی محمود نور اللہ مرقدہ:

دوسری شخصیت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود نور اللہ مرقدہ ہے۔ جن کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے پختہ اور ٹھوس علم کے ساتھ سیاسی بصیرت بھی بلا کی جمع فرمائی تھی اور اس میں وہ بجا طور پر شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے جانشین ہیں۔

آپ کے درس حدیث کے حوالے سے آپ کے کئی نامور شاگردوں سے سنا گیا کہ پارلیمنٹ اور حکومتی اجلاسوں سے اٹھ کر ملتان آنے کے بعد جب وہ صحیح بخاری کا درس دینے قاسم العلوم کے دارالحدیث پہنچتے اور کئی دفعہ رات کے ایک بجے ''وبہ قال حدثنا'' کہہ کر حدیث شریف کی جو تقریر فرماتے اس سے ایسے محسوس ہوتا کہ فتح الباری، عمدۃ القاری کے علاوہ متقدمین کی کئی متداول شروح بخاری شریف کا گھنٹوں مطالعہ کر کے تشریف لائے ہیں، حالانکہ اس وقت وہ پارلیمنٹ وغیرہ کے اجلاسوں کے بکھیڑوں سے اٹھ کر تشریف لائے ہوتے، درحقیقت یہ سب آپ کے علمی استحضار کا کرشمہ تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانیؒ صاحب نے فرمایا: ''جب بھی آپؒ سے کسی دینی موضوع پر گفتگو کا موقع آیا تو آپ کا علمی استحضار قابل رشک پایا''۔

عجیب بات ہے کہ جس طرح حضرت مولانا زکریا قدس سرہ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' کا لفظ ایسا جز و لا ینفک بن گیا تھا کہ اگر صرف شیخ الحدیث لکھا اور کہا جائے تو اس سے حضرت مولانا زکریا قدس سرہٗ ہی کی طرف ذہن جاتا۔ (بلکہ بعض لوگ آپ کے نام خط کے لفافے پر صرف شیخ الحدیث سہارنپور لکھ دیتے تب بھی باآسانی خط پہنچ اتا) بالکل اسی طرح ''مفتی'' کا لفظ بھی حضرت مفتی محمود قدس سرہ کے نام کے ساتھ ایسا ہی لازمی جزو بن گیا۔ آپ لی فقہی بصیرت کی بناء پر حضرت بنوری قدس سرہ نے آپ کو ''فقیہ النفس'' کا لقب دیا، فقہی عبارات و جزئیات پر پ کی گہری نظر تھی، امت کی سیاسی و ملی خدمات کے علاوہ بلند پایہ فقہی خدمات انجام دیں، اور بقول مولانا عبدالحکیم کبری صاحب: قاسم العلوم کے دارالعلوم میں تقریباً دس ہزار فتاویٰ جاری فرمائے۔ جو یقیناً ''فقہ و فتویٰ'' کے میدان میں ایک اہم کارنامہ ہے۔ الحمدللہ ابھی حال ہی میں حضرت رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ مفتی محمود کے نام سے مرتب کر کے عوام اور خصوصاً اہل علم کے استفادے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

چند فقہاء عصر کا تذکرہ:

دارالعلوم دیوبند کے ان چند جلیل القدر اور معروف فقہاء کرام کے علاوہ بھی ایک بہت بڑی فہرست فقہ و فتویٰ

کے میدان میں امت کی خدمت کرنے والوں کی ہے۔اس مختصر مقالے میں ان میں سے صرف چند کا ذکر کیا گیا ہے۔اور ان چند فقہاء کی خدمت کا بھی صرف ایک پہلو یعنی ان کی خدمت افتاء یا ان کی مخصوص فقہی تصانیف کا تذکرہ ہوا۔تاہم حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ فقہاء کرام نے جس طرح جدید وقدیم مسائل کا حل فراہم کیا اسی طرح امت کو ماہر علماء اور مفتیان کرام کی بھی بڑی کھیپ عطاء کی، گویا اکابرین دیوبند عہد ساز بھی تھے اور مردم ساز بھی، دارالعلوم نے حنفیت، ولی اللہی مسلک ہدایت، اور مخصوص فقہی مزاج کے حاملین کی بڑی تعداد کو دنیا بھر میں پھیلا دیا اور الحمد اللہ ان اکابر فقہاء کی خدمات کا سلسلہ بالواسطہ طور پر اب بھی روز افزاں ہے، آج برصغیر پاک وہند اور بنگلہ دیش کے علاوہ عرب، افریقہ ریاست ہائے وسطی ایشیاء تک میں اکابر دیوبند کے روحانی فرزند امت کی علمی، دینی اور فقہی رہنمائی میں مشغول ہیں۔حال ہی میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ جنہیں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ''میرا مفتی،، کہا کرتے تھے ان کی فقہی نظر کا یہ عالم تھا کہ بعض مسائل میں رجوع کرنے والے علماء کرام کو کئی دفعہ یوں فرمایا: ''فقہ حنفی میں اس بارے میں کوئی جزئی نہیں ہے'' یقیناً یہ بات وہی کرسکتا ہے جس کی نظر فقہ کے پورے ذخیرہ پر ہو، آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ''فتاویٰ محمودیہ'' کے نام سے ایک مستند اور فقہی ذخیرہ ہے۔جس پر حال ہی میں جامعہ فاروقیہ کے دارالافتاء سے نہایت قابل قدر کام ہوا ہے۔ترتیب اور حوالہ جات کا یہ کام عمدہ انداز میں شائع ہو چکا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خالص فضل وکرم ہے کہ اکابر دیوبند کے روحانی وعلمی فرزندوں نے ان خدمات کے تسلسل کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ان خدمات کا دائرہ بھی وسیع کیا اور اسمیں جدت بھی پیدا کی۔مختلف دینی مدارس میں معیاری دارالافتاء قائم ہیں۔جہاں امت کی صحیح اور انتہائی مثبت ومعتدل رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جارہا ہے۔نیز حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ''احسن الفتاویٰ'' کی شکل میں، حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ رحیمیہ کی شکل میں خیر المدارس سے جاری شدہ خیر الفتاویٰ، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتاویٰ حقانیہ، مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کی کتاب ''نوادر الفقہ''، ''ضابط المفطر ات''، جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے حال ہی میں منظر عام پر آنے والا مجموعہ ''فتاویٰ بینات'' (جو حقیقت میں فقہی رسائل پر مشتمل ہے) حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی مقبول عام کتاب ''آپ کے مسائل اور انکا حل'' اکابر دیوبند کی فقہی خدمات کا زریں اور روشن تسلسل ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہم:

موجودہ دور میں اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے جس شخصیت سے بڑے پیانے پر نہایت قابل رشک کام لیا ہے وہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی ذات ہے آپ ''فقہ'' پر خصوصی دسترس، جدید مسائل کے

حل کے سلسلے میں گہری نظر رکھنے کی بناء پر "مجمع الفقہ الاسلامی جدہ" کے نائب رئیس کے طور پر چنے گئے۔آپ دیگر علمی وتحقیقی موضوعات کے علاوہ فقہ میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔تکملہ فتح الملہم کی فقہی مباحث، عائلی نظام، فقہی مقالات، احکام الذبائح، بحوث فی قضایا فقہ معاصرہ جیسی اہم فقہی تصانیف کے علاوہ آپکے پچھلے پینتالیس سال کے فتاوی کا مجموعہ "فتاوی عثمانی"، راقم کی ترتیب وتخریج، اور اضافہ حوالہ جات کے کام کے ساتھ شائع ہو رہا ہے جسکی اب تک الحمد للہ دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں پہلی جلد کتاب الایمان والعقائد سے لیکر کتاب الجنائز تک ہے۔جبکہ کچھ عرصہ قبل منظر عام پر آنے والی دوسری جلد کتاب الزکوۃ سے کتاب ،، تک ہے فتاوی کا یہ مجموعہ اپنے وقت اشاعت سے ہی بہت بڑی تعداد میں چھپ چکا ہے۔اور علمی حلقوں کے علاوہ عوام الناس میں بہت تیزی سے مقبول ہوا ہے۔اور اب تیسری جلد کی اشاعت سے متعلق استفسار اور اصرار جاری ہے۔تیسری جلد جو "فقہ المعاملات"، پر مشتمل ہے زیر طبع ہے اور ان شاء اللہ عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔

☆☆☆

...........رپورٹ...........

وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات میں

ایک لاکھ 80 ہزار طلبہ کے داخلہ فارم منظور

وفاق المدارس کے امتحانات برائے تعلیمی سال 1429ھ بمطابق 2008ء، ہفتہ 28 رجب، بمطابق 2 اگست کو شروع ہوں گے، 4 شعبان 1429ھ بمطابق 7 اگست 2008ء کو مکمل ہو جائیں گے۔ملک میں دینی مدارس کے سب سے بڑے امتحانی بورڈ وفاق المدارس نے سالانہ امتحانات کیلئے ایک لاکھ 80 ہزار 505 طلبہ کے داخلہ فارم منظور کر لیے۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان اور ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے باہمی مشاورت سے سالانہ امتحانات کی تاریخ طے کر دی، جس کے مطابق وفاق المدارس کے امتحانات برائے تعلیمی سال 1429ھ، بمطابق 2008ء، ہفتہ 28 رجب بمطابق 2 اگست کو شروع ہوں گے، اور 4 شعبان 1429ھ بمطابق 7 اگست 2008ء کو مکمل ہو جائیں گے۔جب وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے سالانہ امتحانات کی تاریخ مقرر کرنے اور طلبہ کے داخلہ فارم منظور کرنے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اگلے مرحلے کی تیاری کر رہے ہیں، اور امتحانی سینٹروں کے قیام اور ضرورت کے مطابق امتحانی عملے کی تقرری کی منصوبہ بندی بھی کر رہے ہیں۔

☆☆☆